https://telegram.me/ilmokitab

علامہ راشد الخیری دہلوی

یہ جو ایک بڑی نورانی شکل کے بڑے میاں شپڑ شپڑ کرتے چلے آ رہے ہیں، علامہ راشد الخیری ہیں۔ انھوں نے اپنی ساری عمر اسی قلندرانہ وضع میں گزار دی، کبھی اپنا حلیہ درست کرنے کا انھیں خیال نہیں آیا۔ دراصل انھوں نے اپنی زندگی اپنے لیے نہیں بلکہ دوسروں کے لیے وقف کر رکھی ہے۔ سادگی ان کا خاصہ طبعی ہے۔ بڑے آدمی ہیں مگر چھوٹے آدمیوں کی خدمت کر کے انھیں خوشی حاصل ہوتی ہے۔ پاس پڑوس، رشتے کنبے، دوست احباب میں گھوم پھر کر سب کی خیریت معلوم کرتے ہیں۔ کسی کی تکلیف ان سے دیکھی نہیں جاتی۔ دامے، درمے، سخنے ہر طرح مدد کرنے کو تیار رہتے ہیں۔ رانڈ بیواؤں کا ان کے گھر میں تانتا بندھا رہتا ہے۔ ان کی بیگم بھی انھی کے مزاج کی آدمی ہیں۔ کسی کو کچھ دیتے ہیں تو سیدھے ہاتھ کی خبر اُلٹے ہاتھ کو نہیں ہوتی۔

رات کا وقت ۔۔۔ پڑوس میں سے کسی عورت کے رونے کی آواز آئی۔ مولانا بے قرار، کر اُٹھے ۔ جا کر پوچھا تو معلوم ہوا شام تک پھلر واسا لال کھیلتا مالتا رہا۔ گلے میں کچھ یونہی سی تکلیف تھی۔ اب لحظہ بہ لحظہ اس کی حالت بگڑتی جا رہی ہے۔ دیکھتے ہی دیکھتے بچہ ہاتھوں میں آ گیا مولانا نے دلاسا دیا۔ رأتانگہ کر کے نئی دلی پہنچے اور اپنے ساتھ ڈاکٹر چاوَلہ کو لے کے آئے۔ ڈاکٹر نے انجکشن دیا، مولانا نے اُسے فیس دی اور ابھی ڈاکٹر ڈیڑھی تک ہی پہنچا تھا کہ ماں کی دل دوز چیخ نے بچے کی موت کا اعلان کر دیا۔ گھر والے اتنے نادار تھے کہ کفن دفن کا انتظام بھی مولانا ہی کو کرنا

مولانا نہایت دردمند انسان تھے۔ اس لیے اُن کی طبیعت غم پسند ہو گئی تھی۔ زندگی کے غم ناک پہلوؤں ہی کو اُنھوں نے اپنے افسانوں اور ناولوں کا موضوع بنایا۔ سب سے زیادہ مظلوم مخلوق انھیں مسلمان عورت دکھائی دیتی تھی۔ اُسی کی حمایت میں وہ عمر بھر لکھتے رہے۔ اپنی موثر غم انگیز تحریر کے باعث وہ ''مصورِ غم'' کہلائے۔

جو لوگ حُزن پسند ہوتے ہیں، عموماً جھلّے مزاج کے بھی ہوتے ہیں مگر مولانا اپنی نجی زندگی میں بڑے خوش مزاج اور بذلہ سنج تھے۔۔خوب ہنستے ہنساتے تھے۔بڑے آدمیوں سے ملنے میں انھیں پس و پیش ہوتا تھا مگر برابر والوں اور چھوٹوں سے جی کھول کر باتیں کرتے تھے۔ دوسروں کی باتوں سے بھی لطف اٹھاتے تھے،خصوصاً جب کسی سے کوئی غلطی ہوجائے۔ایک بزرگ نے فرمایا: ''میں اُن سے خوب بھینچ بھینچ کر گلے ملا'' (بھینچ بروزن کھینچ) مولانا پھڑک گئے، پوچھا ''کیسے ملے؟ وہ بولے ''بھینچ بھینچ کر'' بار بار اُن سے پوچھتے تھے اور ہنستے تھے۔ پھر بولے،''اچھا کاغذ قلم لاؤ اور ایک شعر لکھ لو، ابھی موز　ہوا ہے۔

پودوں کو پانی دیا سینچ سینچ
لگے ملنے گل بھی گلے بھینچ بھینچ''

مولانا کی خوش مزاجی بسترِ مرگ پر بھی قائم رہی جو کوئی بیمار پُرسی کو آتا، اُس سے ہنسی کی باتیں کرتے۔اُن کے بھانجے محمد میاں نے پوچھا:

''کیوں ما　! جارج پنجم کے بعد تو اُس کا بیٹا ہی بادشاہ بنے گا؟''

نا نے فرمایا''نہیں، آپ کے حق میں وصیت کیے جا رہے ہیں''۔